ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

ماخذ تحقیقی مجلّہ

انتارس ارشد خان

پی ایچ۔ڈی سکالر، انٹر نیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد۔۔

ڈاکٹر محمد رفیق بھٹی

پی ایچ۔ڈی، جی سی یونی ورسٹی، لاہور۔۔

رفعت فاطمہ

س ایس ٹی، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، کہوٹہ، راولپنڈی۔

بر عظیم کے پہلے تانیثی مولوی ممتاز علی کی تصنیف "حقوقِ نسواں": تجزیاتی مطالعہ

Antars Arshad Khan
Ph. D Scholar, International Islamic University, Islamabad.
Dr. Muhammad Rafique Bhatti
Ph. D, GC University, Lahore.
Riffat Fatima
S.S.T, GGHS Kahuta, Rawalpindi.

First Feminist of Sub-Continent Molvi Mumtaz Ali's Writing: "Haqooq e Niswaan"

Shamsul Ulma Molvi Syyed Mumtaz Ali was a renowned expert of Persian and Arabic language. He was a very good translator of English and was a great scholar of Urdu. Molvi Mumtaz Ali was one of Sir Sayyad's best companions as he dully fulfilled his part of reformation of Muslim society in his own way. In this article his book Haqooq_e Niswaan (1898) will be discussed. He narrates in the preface that he has distributed contents of this book into five parts: first one is based on the reasons (logical and assumed) of importance of men in Muslim society. Second part is about educating Muslim women. Third part refers to veil of women. Forth will deal with the matrimonial affairs and in the fifth part Molvi Mumtaz Ali discusses health and happiness of married life. For proving these points Molvi Mumtaz Ali turns himself into an expert religious scholar. He proves

all his points' logic first and then compares them with Quranic verses, Rawayah, and Hadith. We can call this book as the foremost revolution in women rights of Subcontinent.

Key Words: *Shamsul Ulma, Molvi Syyed Mumtaz Ali, Persian, Arabic, Urdu, Subcontinent, Haqooq_e Niswaan (1898), Feminism, Sir Sayyad.*

مولوی ممتاز علی ۲۷ ستمبر، ۱۸۶۰ء کو پنجاب کے شہر راول پنڈی میں پیدا ہوئے۔[۱] آپ کے والد کا نام سید ذوالفقار علی تھا۔ انھوں نے سینٹ اسٹیفن کالج دھلی اور قدیم دھلی کالج سے تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ سید ذوالفقار علی کو مولوی امام بخش صہبائی اور مولوی مملوک علی سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔ سید ذوالفقار علی پہلے پہل شملہ میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز رہے پھر گجرات میں سر رشتہ دار کی آسامی پر بھی اپنی خدمات انجام دیں۔ راول پنڈی میں تحصیل دار رہے پھر ایکسٹرا اکمشنر کے طور پر پنجاب کے مختلف اضلاع میں اپنے فرائضِ منصبی سر انجام دیتے رہے۔[۲] ان سارے مناصب اور مقامات پر تعیناتی کا مولوی ممتاز علی کی شخصیت پر بہت اثر ہوا۔

پانچ سال کی عمر سے مولوی ممتاز علی کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا جو کے مروجہ ضوابط کے تحت، مذہبی تعلیم تھی، کے لیے آپ کو میاں سید عبداللہ شاہ عرف منّے شاہ کے مکتب (دیوبند) میں داخل کروایا گیا۔[۳] پہلے پہل آپ نے پارہ عم و بارہ الم، خالقِ باری اور کریما، عبداللہ شاہ کی زیرِ نگرانی پڑھیں۔[۴] آپ کے والد نے بعد کی تعلیم آپ کو راول پنڈی سے دلوائی یہاں آپ نے صرف و نحو اور قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ پھر شافیہ و شرح ملّا پر عبور کے بعد فارسی میں ابوالفضل و سکندر نامہ اور علومِ فقہ و منطق کا بھی مطالعہ کیا۔ حسن ابدال کے ایک جیّد عالم ملا فیضی سے آپ کے والد نے آپ کے لیے زانوئے تلمذ کی استدعا کی لیکن ملا فیضی نے یہ درخواست اپنے بھائی کے سامنے پیش کی کہ وہ مولوی ممتاز علی کو پڑھائیں۔ انھوں نے ممتاز علی کو فقہ میں کنز الحقائق اور منطق کی کتابیں میر قطبی تک پڑھائیں۔

۱۸۷۳ء میں مولوی ممتاز علی کی والدہ کا انتقال ہوا تو بوجہ آپ کی مغموم کیفیت آپ کے والد نے آپ کو دیوبند مدرسے میں عربی پڑھنے کے لیے داخل کروادیا۔ یہاں آپ کی ملاقات اس وقت کی چند علمی ہستیوں سے ہوئی جن میں مولوی محمد یعقوب نانوتوی، مولوی سید احمد دھلوی، ملا محمود دیوبندی، مولوی محمد صدیق اور شیخ الہند محمود الحسن اسیر ہیں۔ ابھی تعلیم جاری ہی تھی کہ آپ کے والد کا تبادلہ بطور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیروز پور ہوا اور آپ کو بھی مدرسہ دیوبند کو چھوڑ کر اپنے والد کے ساتھ جانا پڑا۔ یہاں آکر آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کی مڈل کی تیاری شروع کی جو کے دو سالوں پر محیط تھی۔ ۱۸۷۶ء میں مڈل پاس کرنے کے بعد آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول

لاہور میں داخلہ لیا اور میٹرک پاس کرنے کے بعد ۱۸۷۴ء میں ایف اے میں گورنمنٹ کالج لاہور میں ایف اے میں داخلہ لیا۔۶؎

یہی وہ زمانہ تھا جب مولوی ممتاز علی کے خیالات عام معاشرتی روش سے ہٹ گئے اور بدل گئے، اس قدر بدلے کہ آپ دینِ اسلام سے ہی باغی ہوگئے۔ یہ زمانہ وہ تھا جب لاہور مسلم، عیسائی مناظرین کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ مولوی ممتاز علی کا تعلق کیوں کہ مدرسہ دیوبند سے تھا لہٰذا آپ بھی ان مناظروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے اس کے لیے آپ نے فنِ مناظرہ پر مولوی رحمت اللہ، ڈاکٹر وزیر خان، مولوی حامد حسن اور مشہور عالم حافظ ولی اللہ لاہوری کے علاوہ امام فنِ مناظرہ مولوی ابوالمنصور دھلوی کی بھی تمام کتب کا دقیق نظری سے مطالعہ کیا۔ مولوی ممتاز علی اس قدر کشادہ ذہن اور تعصب سے پاک انسان تھے کہ آپ نے عیسائیوں کی مناظراتی کتب کا بھی بغور مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلم علمائے کرام عیسائی معترضین کو تسلی بخش جواب نہیں دے سکتے۔۷؎

یہ پوری واردات یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مولوی ممتاز علی پر ایک زمانہ ایسا بھی آیا جب وہ مکمل طور پر اسلام سے منحرف نظر آتے تھے اور عیسائیت قبول کرنے کا سوچنے لگے تھے۔ اس کی وجوہات مولوی ممتاز علی جیسے صاحبِ علم شخص کے لیے واضح طور پر مدلل تھیں۔ لیکن دوسرے لوگ ان وجوہات کو کس نظر سے دیکھتے تھے اس کا ایک نمونہ مندرجہ ذیل ہے:

> مولوی ممتاز علی نے گورنمنٹ ہائی سکول اور گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کی تعلیم پائی۔ انگریزی تعلیم اپنے ہمراہ جو بے دینی اور گمراہی لے کر آئی تھی ممتاز علی بھی اس کا شکار ہوئے اور اسلام کے مقابلے میں عیسائیت انھیں سچی نظر آنے لگی۔۸؎

مولوی ممتاز علی، محمد حسین آزاد کے شاگرد تھے۔ یہ ۱۸۷۸ء کی بات ہے جن دنوں مولوی ممتاز علی گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھ رہے تھے۔ اسی زمانے میں آپ نے باقاعدہ طور پر لکھنا شروع کیا۔ سرسید سے ان کے مراسم بھی اسی زمانے میں قائم ہوئے۔ مولوی محبوب عالم اس سارے واقعے کو چند لفظوں میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

> سرسید احمد خان اس زمانے میں تہذیب الاخلاق کے ذریعے قوم کی اصلاح میں مصروف تھے۔ آپ نے اپنے تمام شکوک وشبہات سرسید کو لکھ بھیجے۔ سرسید نے جواب میں انھیں اپنے پاس بلایا۔ جب ملاقات ہوئی تو زبانی گفتگو میں ممتاز علی کے ذہن کو اسلام کے متعلق ہر

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

الجھاؤ سے پاک کر دیا۔ یہ ۱۸۷۹ء کا واقعہ ہے۔ ممتاز علی سر سید کے پاس سے پکے مسلمان بن کر لوٹے۔ ۹

مولوی ممتاز علی سر سید تحریک کے ایک نمایاں کارکن بن کر ابھرے۔ آپ نے لاہور میں رہ کر یہ کارِ خیر بخوبی انجام دیا۔ آپ ایک ماہر تعلیم اور بہترین صحافی بھی تھے۔ سر سید اس زمانے میں عورتوں کی تعلیم کو ثانوی حیثیت دیتے تھے لیکن مولوی ممتاز علی نے علی لاعلان اس زمانے میں عورتوں کی تعلیم اور حقوق کی حمایت کی۔ مولوی ممتاز علی نے تہذیب نسواں کا اجراء کیا جسے اس دور میں بہت لعنت ملامت کا سامنا کرنا پڑا اور اس کی وجہ صرف اور صرف اس رسالے پر ان کی زوجہ محمدی بیگم کا نام بطور مدیر کے درج ہونا تھا۔ مولوی ممتاز علی نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا مشن ہمیشہ پوری تن دہی سے جاری رکھا۔ ۱۸۹۰ء میں آپ نے اپنی سب سے متنازع اور مدلل تصنیف لکھی۔ جس کا نام حقوقِ نسواں تھا۔

اس کے علاوہ مولوی ممتاز علی نے جو تصانیف لکھیں ان کے نام یہ ہیں: سبیل الرشاد، ثبوت واجب۔ تذکرۃ الانبیاء، ترجمہ نادرالمعادر، خیر القابل، ولادتِ مسیح، فارسی آموز، پرائمری طلباء کے لیے اردو ریڈریں، مڈل کے طلباء کے لیے اردو کی نصابی کتابیں، بچوں کو ہندسے سکھانے کے نقشے، اربعین۔ ۱۰ اس کے علاوہ بچوں کے لیے ایک رسالہ پھول نکالا۔ آپ کی وفات ۱۵ جون، ۱۹۳۵ء کو ہوئی۔ اگلے دن آپ کا جسدِ خاکی دیوبند کے آبائی قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔ ۱۱

حقوقِ نسواں:

برعظیم روشن اور علمی تحقیق کا گہوارہ تھا لیکن اورنگ زیب عالم گیر کی وفات کے بعد حالات سخت خراب ہو رہے تھے۔ مغلیہ سلطنت کا زوال صاف نظر آنے لگا تھا۔ مسلمان عیش کوش اور بے عمل ہو چکے تھے۔ روپے پیسے کی ریل پیل تھی۔ وزراء و مشاہیر چاپلوس اور بے ایمان تھے۔ ایسے دور میں حاکم کی چاپلوسی اور خوشی کا خیال ہر کسی کو گھیرے رکھتا تھا۔ حاکمین اور ان کے گھروں پر موجود خواتین کو سب سے زیادہ روبہ زوال، جاہلانہ رسم و رواج کا پابند اور توہم پرست انھی شاہی نوکروں نے کیا اور اصل مذہب و شریعت سے دور کر دیا۔ کچھ مسلم حاکمین غیر مذہب خواتین سے سیاسی شادیاں رچالیتے تھے جن کا نقصان یہ ہوا کہ غیر اسلامی روایات بھی دین اور عام زندگی میں شامل ہوئیں اور ان ملکاؤں اور شہزادیوں کے تتبع میں عام عوام میں مروج ہوئیں۔

اس دور کے پیشِ نظر سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید نے ایک تحریک 'اصلاحِ معاشرت' کا آغاز کیا۔ اس کے اثرات مسلمان ادباء تک بھی پہنچے اور مسلمان بی بیوں نے جیسے ہی تعلیمی میدان میں قدم رکھا سب سے پہلے ان کتابوں سے مستفید ہوئیں اور معاشرے کی مفید رکن بنتی چلی گئیں۔ حقوقِ نسواں اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ مولوی وزیر علی، مولوی نذیر احمد، شبلی نعمانی اور مولانا الطاف حسین حالی اس سے پہلے ہی خواتین کی تربیت اور انھیں اصل اسلام کی روح سے شناسا کرنے میں لگے تھے، اب کے علاوہ کئی دوسرے ادباء کرام بھی خواتین کی اصلاح کا بیڑا اُٹھا چکے تھے کہ اس زمانے میں حقوقِ نسواں شائع ہوئی۔ ۱۲

حقوقِ نسواں اپنے دور کی ایک معرکتہ الآرا کتاب تھی۔ یہ ۱۸۹۸ء میں مطبع رفاہِ عامہ سے شائع ہوئی۔ ۱۳ اس کتاب نے ایک تہذیبی تحریک کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مولوی ممتاز علی نے اپنی اس کتاب کو پانچ (۵) حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ٹائیٹل پر حدیث درج ہے جس کا مفہوم اردو میں ہے۔ "رسوال اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں اچھے لوگ وہ ہی ہیں جو اپنی بیبیوں سے اچھا برتاؤ رکھتے ہیں۔" ۱۴ مولوی ممتاز علی نے اس کتاب کے شروع میں کہہ دیا کہ ہم اس کتاب کو پانچ حصّوں میں تقسیم کریں گے۔ جس کی تفصیل انھوں نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

> آسانی کی غرض سے ہم اس بحث کو پانچ حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے حصّہ میں ان وجوہاتِ عقلی و نقلی پر نظر کرینگے (کریں گے) جو مردوں کی فضیلت کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔ دوم حصّہ میں عورتوں کی تعلیم اور سوم حصّہ میں پردہ اور چہارم حصّہ میں طریقِ ازدواج اور پنجم حصّہ میں معاشرت زوجین سے بحث کرینگے (کریں گے)۔ ۱۵

پہلے حصے میں مردوں کی فضیلت جو کے مسلمان معاشرے میں قائم ہو چکی تھی اور جس نے خواتین کو دوسرے درجے کی مخلوق بنا دیا تھا پر بحث ہے۔ اس کے سلسلے میں مولوی ممتاز علی نے کئی جگہ انتہائی سخت اور غیر مہذب الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ لیکن ان الفاظ کا استعمال عورتوں کے اس زمانے کے حال کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے کہ صرف چند سنی سنائی باتوں پر عمل پیرا ہو کر ایک انسانی نسل کی آبادی کے نصف کو ناانصافی کا شکار بنا کر رکھا گیا ہو۔ پہلے مومی ممتاز علی نے وہ وجوہات اور عام معاشرتی سوچ کو پیش کیا ہے۔ جن کی وجہ سے عورتوں کو تولدِ دگر پہچانا جاتا تھا۔

وہ علتیں یہ ہیں:

۱۔ مردوں کو خدا تعالیٰ نے عورتوں سے زیادہ طاقت دی ہے لہٰذا وہ حاکم ہیں اور عورتیں محکوم ہیں۔

۲۔ عورتیں ناقص العقل ہیں جب کہ مرد حضرات اپنی جسمانی طاقت کے حساب سے عقل بھی زیادہ رکھتے ہیں۔

۳۔ مردوں کو ہی نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے، عورتیں اس معاملے میں بھی اللہ کی طرف سے محروم ہی رہی ہیں۔

۴۔ ایک قرآنی آیت '**الرجال قوامون علی النساء**' کا ترجمہ یہ کیا گیا کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

۵۔ حضرت آدم علیہ السلام کی راحت کے لیے اماں حوا علیہ السلام کو ان کے بعد تخلیق کیا گیا۔ اس لیے عورتیں مطیع، خدمت گار اور محکوم رہیں۔

۶۔ عورت کی گواہی آدھی ہے اور وراثت و ترکہ میں بھی دوسرا اور آٹھواں حصہ ہے لہٰذا مرد کو اس طرف سے بھی فضیلت کی دلیل دی جاتی۔

۷۔ مرد کو کیوں کہ چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرسکنے کی سہولت ہے تو وہ اس لیے بھی فضیلت رکھتے ہیں۔

۸۔ آخرت میں مردوں سے خوب صورت بی بیوں کا وعدہ ہے مگر عورتوں سے ایسا کوئی وعدہ نہیں۔[۱۶]

مولوی ممتاز علی نے عورتوں کو دوسرے درجے کی مخلوق قرار دیے جانے کے بارے میں یہ چند وجوہات اور توجیحات جو مسلم معاشرے میں عام تھیں انتہائی وضاحت سے بیان کی ہیں۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے وہ ان تمام وجوہات کو دلائل کی مدد سے رد کرتے ہیں۔ ایسے میں مولوی ممتاز علی کے تمام علوم جو انھوں نے حاصل کر رکھے تھے یا پھر ان کا عام فکری طرزِ عمل بھی کھل کر سامنے آتا ہے۔

مولوی ممتاز علی انتہائی سخت الفاظ میں ان وجوہات کو رد کرتے ہیں:

> یہ ہیں تمام شواہد و براہین جن کو چاہے منطق کہو۔ چاہے فلسفی۔ چاہے خیالی اوہام۔ انھیں دلایل کی بناء پر وہ حکم ناطق صادر کیا گیا ہے جس کی رو سے آدھی دنیا کو ذلیل غلامی میں ڈال کر مردوں کا حلقہ بگوش غلام بل کی غلام سے بدتر بنایا ہے۔ اور اشرف المخلوقات میں سے احسن التقویم مخلوق کو پاجی سے پاجی مرد کی صرف ناپاک شہوت رانی اور نالائق کجروی اور بے ٹھکانہ خود پسندی کی اغراض پورا کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔[۱۷]

مولوی ممتاز علی نے نہایت مدلل انداز میں مذکورہ بالا تمام علل کو معلول فراہم کیے۔ اس کے سلسلے میں انتہائی کشادہ ذہنی اور علمی دانش سے کام لیا۔ قرآنی آیات کے الفاظ اور برصغیر میں ہو چکے قرآن کے تراجم کا باریک بینی سے تجزیہ کیا۔ احادیث اور فارسی اشعار کا استعمال اُن کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا۔ خطابانہ لہجے میں ایک گروہ سے مخاطب ہونے کی طرز پر اپنے بیانیے آگے بڑھایا۔ مولوی ممتاز علی نے ان تمام نکات کا باری باری

انتہائی فصاحت کے ساتھ بتدریج جواب فراہم کیا۔ مردوں کو خدا نے طاقت زیادہ دی ہے اور عورتوں کو کم والی بات پر مولوی ممتاز علی نے چوپایوں کی مثال دی کہ وہ انسان یا مرد سے زیادہ طاقت ور ہیں تو کیا ان کو اس طاقت کے بل بوتے پر فضیلت حاصل ہو گئی۔ پھر گدھے کی وزن اُٹھانے کی صلاحیت بیان کر کے سوال اٹھایا کہ کیا اس طرح گدھا مردوں سے زیادہ افضل ہو گیا؟ اس جگہ مولوی ممتاز علی سخت تنقید کرتے ہوئے انسان کی فضیلت کے اس معیار کو انتہائی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مولوی ممتاز علی اس جسمانی قوت کے عورت اور مرد کے مقابلے کی توجیح کو سخت غم وغصے کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق انسان جس وجہ سے اشرف المخلوقات بنا ہے اور سائنسی طور پر ایک ضیوان کی فہرست سے خارج ہوا ہے (مندرجہ ذیل):

> بل کہ انسان سے جو مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے مراد ہے حیوان + قوی نفس ناطقہ۔ یا یوں کہو کہ حیوان مع شیء زاید۔ پس یہ ہی شے زاید ہے جس نے حیوان کو اونچا کر کے انسانیت کو سطح مرتفع تک پہنچایا ہے اور ان میں مقابلہ کرنے سے مقصود یہ ہے کہ آیا انسان کے دونو افراد حیوانیت سے ترقی کر کے یکساں سطح پر پہنچے ہیں یا مرد زیادہ بلندی پر پہنچا ہے۔[۱۸]

اس طرح اس نکتے کی وضاحت سے مولوی ممتاز علی ہمیں انتہائی مدلل اور واضح نظریہ فراہم کرتے ہیں کہ پہلے تو انسان حیوانات کی ایک پرا جاتی ہیں اور پھر انسان سوچنے اور بولنے کی وجہ سے افضل ہیں۔ اب ان کو دو الگ الگ خانوں میں رکھ کر کیسے دیکھا جائے کہ جسمانی طاقت کو دوبارہ سے ان کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لیے درمیان میں گھسیٹ لایا جائے۔ اس عمل کو مولوی ممتاز علی نے ایک باعثِ شرمندگی اور ذلالت کا عمل قرار دیا ہے۔

پھر اس بارے میں کہ عورت اور مرد کی ذمہ داریاں اور تمدن و معاشرت کا فرق بھی اس جسمانی نزاکت اور قوت کا فرق قائم کرنے کا سبب ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مولوی ممتاز علی مختلف مقامات کے مردوں کا آپس میں ہی تقابل کرتے ہوئے وہ کچھ دلائل دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

> کیا وجہ ہے کہ کابل کے آفریدی اس قدر قوی ہیکل اور شدید القوۃ ہیں اور کلکتہ کے بابو عموماً بودے اور پھسپھسے ہیں۔ کیا سبب ہے کہ پنجاب کے سکھ ہڑ برانِ پنجاب کہلاتے ہیں اور ہندوستان کے بنیے اپنی نامردی اور ڈرپوک ہونے میں ضرب المثل ہیں۔ جن اسباب نے عورتوں کو ضعیف کیا کچھ شک نہیں کہ ان زمانوں سے بہت پہلے کا ہے جب سے بنگالیوں یا

بنیوں کے ضعف کے اسباب شروع ہوئے۔ اس قول کی تصدیق کہ مرد اور عورت کی قوت کی کمی بیشی فطری نہیں ہے بل کہ عارضی اور اتفاقی اسباب کا نتیجہ ہے۔۱۹

اسی طرح کے کئی اور دلائل جن سے عورتوں کے جسمانی طور پر قوی نہ ہونے کا تعلق ماحول، معاشرے، تہذیب، تربیت اور رسم و رواج کے مطابق بتا کر اپنا نقطہ نظر واضح کیا۔ اس کے بعد مردوں کی فضیلت کے سلسلے میں یہ نکتہ کے کیوں کہ سلطنت کے امور سنبھالتے ہیں تو وہ افضل ہیں اس بات کو بھی دلائل سے رد کیا مولوی ممتاز علی نے کہا کہ کیوں کہ ایک انسان اکیلا یہ سارے امور نہیں سنبھال سکتا لہٰذا پوری جماعت نے مل کر یا ایک دوسرے کی مدد سے اس ادارے کو ہمیشہ چلایا ہے۔ عورتوں کو بھی جب بھی اس سلسلے میں ذمہ داری سونپی گئی تو انہوں نے بطور احسن اسے انجام دیا ہے۔ اس سلسلے میں رضیہ بیگم اور نورجہان بیگم کا تذکرہ کیا اور ساتھ ہی ملکہ وکٹوریہ کی بھی تحسین کی کہ وہ برطانیہ سے برصغیر تک کس خوش اسلوبی سے اپنا کام سرانجام دے رہی ہیں۔۲۰

اسی ضمن میں دوسرا نکتہ خواتین کو کم عقل یا کم فہم کہہ کر ان کی اہمیت کم کرنا ہے۔ اس پر بھی مولوی ممتاز علی نے مدلل بحث کی ہے کہ عورتوں کو تعلیم، معاشرے میں گھومنے پھرنے، صحت مند طرزِ زندگی اور معاملاتِ معاشرت سے جس طرح دور رکھا جاتا ہے ان کے فہم و فراست کو حدود و قیود میں قید کر دیا جاتا ہے کی وہ ایک خاص حد میں خاص زاویے سے ہی سوچیں۔ اس سلسلے میں دو قوموں 'زولو' اور 'انگلستان' کے لوگوں تقابل کر کے بتایا ہے کہ دونوں انسان ہیں دماغ بھی ایک سے ہیں مگر ان کے استعمالات اس قدر مختلف ہیں کہ ایک وحشیانہ پن کا شکار ہے جب کہ دوسرا حکماءِ یونان کو مات دے رہا ہے۔

تیسری دلیل مردوں کی فضیلت کی یہ دی گئی کہ عورتیں نبوت سے سرفراز نہیں کی گئیں۔ مولوی ممتاز علی نے اس کا جواب بالکل صاف انداز میں فراہم کیا ہے کہ ہم لوگ بمشکل دس پندرہ نبیوں کے بارے میں جانتے ہیں جب کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ہمیں نہیں علم کہ ان میں شاید کوئی عورتیں بھی رسالت سے مبعوث کی گئی ہوں۔

اس کے بعد مولوی ممتاز علی نے 'دلائل نقلیہ' کے عنوان سے ایک سرخی کے تحت کچھ سوالوں کے جوابات فراہم کیے ہیں۔ اصل میں یہ قرآنی آیات کی نقل ہے یا پھر ان کی خود ساختہ توجیح جس کے تحت قرآنی آیات کی من پسند تاویلات گڑھ کر خواتین کے حقوق کو سلب کیا جاتا رہا ہے۔ ان آیات میں ایک آیت **'الرجال قوامون**

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

علی النّساء بما فضل اللہ بعضم علی بعض وبما انفقوا من اموالہم' ہے۔ جس کا ترجمہ عام زبان میں یہ کیا گیا کہ 'مرد حاکم ہے عورت محکوم ہے۔ کیوں کہ اللہ نے ان میں بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور انھوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔'۲۲ اس کے سلسلے میں بعض کو بعض پر فضیلت کا معاملہ کیوں کہ ذو معنوی ہے لہٰذا اس پر اور لفظ 'قوام' پر مولوی ممتاز علی نے اپنی عربی فہمی کو خوب استعمال کیا۔ اس کے علاوہ دوسرے مفسرین کے اس لفظ کے تراجم کو پیش کر کے ثابت کیا کہ قوام کا مطلب حاکم ہر گز نہیں۔ قیام کرنے والا، تدبیر کنندہ اور کارگذار بھی اسی کے ہی مفہوم ہیں۔ بعض کو بعض پر فضیلت ہے بھی یہ ثابت نہیں کرتا کہ مردوں پر عورتوں پر فضیلت ہے۔ ایسے تو مرد، مردوں پر بھی خرچ کرتے ہیں تو کیا مردوں کو ایسے مردوں پر بھی فضیلت حاصل ہو گئی۔ کیوں کہ یہ ترتیب کبھی بھی بدل سکتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک دلیل اکتسابی اور فطری لحاظ سے اہمیت پانے کو بھی دی۔ حضرت خدیجہ (رض) اور حضرت فاطمہ (رض) کا تذکرہ کیا کہ ان دونوں پر ان کے زمانے کے جاہل مردوں کو کیسے فضیلت حاصل ہو گی۔

اس کے بعد دو عورتوں کی ایک شہادت کے معاملے کو چھیڑا کہ اس وجہ سے مرد عورتوں سے افضل ہیں؟ اس سلسلے میں مولوی ممتاز علی نے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ صرف ان معاملات میں جن کی اکتسابی تربیت عورتوں کو نہ ہو یا پھر وہ کسی جگہ پہنچنے یا حاضر ہونے سے معذوری ظاہر کر سکیں دو عورتوں کو اکٹھا ایک چیز کی گواہی دینے کا کہا گیا ورنہ زمانہ رسول ﷺ میں بھی ایک عورت کی گواہی پر معاملات رخ بدل لیا کرتے تھے۔۲۳ جائیداد میں عورت کے دوسرے حصے کو وجہ بنا کر اسے مرد کی محکوم ثابت کرنے پر مولوی ممتاز علی نے عورت کی برابری کو اس طرح ثابت کیا کہ عورت کو والدین پالتے ہیں، جہیز دیتے ہیں، وراثت سے حصہ بھی ملتا ہے، پھر وہ اپنے شوہر سے بھی نان و نفقہ اور جیب خرچ لیتی ہے، وہاں بھی اسے ترکہ اور حق مہر ملتا ہے۔ اس لحاظ سے عورت فضیلت پر قائم ہے نا کہ مرد۔ مرد یا تو خود کماتا ہے یا پھر اس کے پاس اپنی جائیداد ہی ہوتی ہے کوئی بھی اس پر خرچ نہیں کرتا نا ہی اس کے ناز و نعم اٹھاتا ہے۔

مولوی ممتاز علی نے مزید ایک امر کی نشاندہی کی ہے کہ کہا جاتا ہے کہ کیوں کہ آدمؑ کو پہلے پیدا کیا گیا اور پھر حواؑ کو تو اس لیے مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ مولوی ممتاز علی نے کہا کہ یہ امر جس طرح سے ہے اس کا الٹ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے خدمت گار کو پیدا کیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ مولوی ممتاز علی نے صاف کہا کہ یہ یہودیوں اور عیسائیوں کا نظریہ ہے اسلام سے اسے کچھ سروکار نہیں۔۲۴ مردوں کے لیے ایک وقت میں چار بیویاں اکٹھی رکھنا جائز ہے تو اسلام نے مردوں کو اس لحاظ سے بھی عورت پر فضیلت دی ہے

والی بات پر مولوی ممتاز علی نے صاف طور پر اس آیت کے مروجہ ترجمے اور اس کی تاویل کو ٹھکرا دیا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کی موت یا پھر طلاق یا حق زوجیت ادا نہ کر سکنے کی معذوری کی بنا پر چار تک تعداد کو مختص کیا گیا ہوں ہو۔ یہاں مولوی ممتاز علی ایک مجتہد کے طور پر بھی بات کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عرب یتیم لڑکیوں کو پالتے اور پھر ان کا مال ہتھیانے کی غرض سے نکاح کرتے یا پھر گھر پر کئی عورتوں کو نکاح کر کے رکھتے تو یہ اس تعداد کو مختص یا مختصر کرنے کی غرض سے ہو سکتا ہے۔ مگر عام حالات میں ایک فرد کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک بی بی سے زیادہ کے ساتھ محبت یا یا عدل کر سکے تو جب تک ایک انسان خود کو اس قابل نہ سمجھے وہ یہ کام نہ کرے اور ایسے کئی کام ہیں جو قرآن میں مشروط طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ مگر حقیقت میں انسانی سطح پر ان کی بجا آوری ناممکن ہے۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک واقعہ نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے جس نے اسلام قبول کر لیا تھا نکاح کا ارادہ ظاہر کیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے صاف اور سخت الفاظ میں اس کی ممانعت فرمائی۔ پھر عورت کی اجازت سے اس کا شوہر دوسری شادی کر لے اور عدل پر بھی صاف کہا گیا کہ تم یقیناً عدل قائم نہیں کر سکتے، سلوک اور محبت کی شرط بھی ساتھ ساتھ واضح کی گئیں۔

پھر مردوں کے لئے آخرت میں نیک بی بیاں ملیں گی کے معاملے پر بھی مولوی ممتاز علی کا موقف صاف واضح تھا کہ جوڑوں کی بات کی گئی نہ کہ صرف مردوں کے لئے جنت میں پاک بی بیوں کا وعدہ اور عورتوں کے لئے کچھ بھی نہیں۔ طلاق کا حق مرد کو حاصل ہے والے معاملے پر مولوی ممتاز علی یہ بیانیہ اختیار کیا کہ چونکہ عورت محبت وفاداری کا پیکر ہے اور طلاق ایک ناپسندیدہ اور قبیح عمل ہے لہٰذا عورت کو اس غیر مناسب اور ناپسندیدہ فعل کی بجا آوری سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود وہ قاضی کی مدد سے خلع جیسی مراعت سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں بھی مولوی ممتاز علی نے کئی واقعات بیان کر کے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور فیصلوں کو واضح کیا ہے۔

عزیز احمد حقوق نسواں پر اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> اپنی سب سے بڑی تصنیف حقوق نسواں میں مولوی ممتاز علی عورتوں اور مردوں میں مکمل مساوات کی تبلیغ کرتے ہیں۔ انھوں نے اس روایتی استدلال کا تجزیہ کیا جس کے ذریعے مرد کو اسلامی ثقافت میں زیادہ مراعاتی مقام حاصل تھا۔ ۲۵

اس کے بعد دوسرے حصے میں عورتوں کی تعلیم پر ایک مربوط منصوبہ پیش کیا ہے۔ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے چند انتہائی کارآمد سفارشات بھی کی ہیں۔ مولوی ممتاز علی جدید فکر اور جدید نظریات کے پرچارک تھے اور اس خواتین کو حقوق دلوانے کے سلسلے میں آپ سرسید سے بھی دو قدم آگے تھے کہ سرسید کی ناراضگی مول لے لیتے تھے مگر عورتوں کی تعلیم کی بات پھر بھی ضرور کرتے تھے۔

مولوی ممتاز علی کے نزدیک عورتوں کی تعلیم ان وجوہات کی بنا پر ضروری تھی:

> بچوں کی نیک تربیت، امورِ خانہ داری کا حسن انتظام، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی معرفت اور تعلیم یافتہ شوہروں، بھائیوں، باپوں کی نگاہوں میں مقبولیت۔ غمگین دل کی خوشی، تنہائی میں رفیق مونس کی رفاقت ان سب رسم و رواج کی بندشوں اور قدیم کی بیڑیوں اور تلقینی عادات کی قیدوں کو جھٹکے مار کر توڑ ڈالا ہے۔ اور تھوڑا بہت چرچا تعلیم کا ادنیٰ و اعلیٰ ہر طبقہ کی عورتوں میں ہو گیا ہے۔[۲۶]

عورتوں کے غیر تعلیم یافتہ ہونے کے سبب اس وقت کے معاشرے میں علی گڑھ، دھلی کالج اور دوسرے تعلیمی اداروں سے پڑھے مرد، خواتین کو اپنی زندگی یا دل میں وہ جگہ دینے سے قاصر تھے جن کی وہ حق دار تھیں یا پھر ایک مہذب معاشرہ جس کا متقاضی ہوا کرتا ہے۔ یہ انگریزی وضع قطع کے مرد جو کے بول چال اور بات چیت میں اعلیٰ ادبی ذوق اور انگریزی مزاج رکھتے تھے اُن، اَن پڑھ، کمزور اور بے زبان بی بیوں سے سخت شاکا تھے اور ان کا ساتھ ایسے پڑھے لکھے مردوں کے لیے سخت شرمندگی کا باعث بنتا تھا۔ دوسرا وہ ان سے اپنے دل کی بات کھل کر نہ کہہ سکتے تھے نہ ہی ایسی بی بیاں کوئی رائے رکھتی تھیں کہ کسی امر پر کچھ تبصرہ کر سکیں۔ اس زمانے کے قانون کے مطابق جن عورتوں کو پڑھنے کی اجازت بھی تھی وہ بھی تمام کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتی تھیں بل کہ ان کے خاندانی رسم و رواج یا پھر خاندان کے مردوں کی پسند یہ طے کرتی تھی کہ انہیں کون سا علم حاصل کرنا چاہیے مگر مولوی ممتاز علی کے خیال میں ڈپٹی نذیر احمد کی کتب کے ساتھ تین مزید رسایل بھی عورتوں کو پڑھائے جانے چاہئیں تھے: علمِ طبیعات، جغرافیہ (طبعی کیمسٹری)، ہیئت۔[۲۷]

پھر عورتوں کے لیے کچھ باہمی دل چسپی کے امور کا تذکرہ چھیڑ کر یہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ ان رسالوں کے ذریعے بھونچال، گرہن، تھرمامیٹر، گھڑیاں، بجلی کی کلین وغیرہ کے بارے میں عام معلومات حاصل کر یں۔ تاکہ گھر پر موجود چیزوں اور قدرتی مظاہر کے بارے میں وہ پڑھے لکھے مردوں سے بات چیت کے قابل ہوں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کے علاوہ باقاعدہ مہذب خواتین کو تنخواد ے کر پڑھانے کا فرض سونپا جائے کیوں کہ خیرات سے گذارا مشکل ہے اور حکومت کو اب کچھ اقدامات کرنے ہی ہوں گے، کی سفارش کی۔اس سلسلے میں بھی دو تجاویز پیش کیں کہ پہلے تو کتب درسیہ کا کافی ذخیرہ جمع کرنااور دوم طریق تعلیم تجویز کرنا۔۲۸

جن کتب کو لڑکیوں کو پڑھایا جارہا تھا وہ بھی زمانے کے حساب سے پرانی اور فرسودہ ہو چکی تھیں۔ ان کتابوں میں خاص طور پر ذکر ناولوں کا کیا ہے کہ جن کو پڑھ کر ایک عام متوسط خاندان کی عورت اپنے لیے اعلیٰ اور حیثیت سے باہر کے خواب دیکھنے لگتی ہے ۔ اس کے علاوہ میں بناوٹی اور پُر تصنع مزاق بھی جنم لیتا ہے۔ جو کے معاشرے یا خاندان کے لیے بالکل بھی قابل قبول نہیں۔ایک پڑھی لکھی عورت کا خط بھی مولوی ممتاز علی نے نقل کیا جس کا شوہر خدمت ملکی پر مامور ہو کر گیا تھااور اس سے الگ رہنے کو اپنے لیے سزا سمجھ رہی تھی۔ وہ غیر قوم تھی یعنی مسلمان نہ تھی اور اس کے لب و لہجے اور اسلوب سے صاف جھلکتا تھا کہ وہ پڑھی لکھی اور ادبی تربیت یافتہ خاتون ہے۔ ۲۹ اس کے علاوہ ایک خط سر سید کا بھی نقل کیا ہے جس میں سر سید، مولوی ممتاز کے اس فیصلے سے کہ عورتوں کی تعلیم لازمی ہے خوف زدہ ہیں کہ یہ پڑھی لکھی بی بیاں شادی کے بعد سخت اذیت میں آسکتی ہیں کیوں کہ برصغیر کا عام طبقہ ابھی تعلیم سے بہت دور ہے اور عورتوں کو لونڈیوں سے بھی کم حیثیت دیتا ہے۔اس کا حل سر سید نے یہ بتایا کہ پڑھا لکھا مرد خود اپنی بی بی کو تعلیم دلوائے تا کہ دونوں برابری کی سطح پر رہ سکیں۔ ۳۰

تیسرا حصہ 'الحجاب' کے نام سے ہے اور اس میں شرعی پردے اور برصغیر کے مروجہ پردے کے نظام کا واضح تقابل کرکے بتایا گیا ہے کہ اس سے کس کس قسم کی قباحتیں اور زبوں حالی برعظیم کے مسلمان گھرانوں میں جنم لے چکی تھی ایک ایک بات کو مولوی ممتاز علی نے کھل کر بتایا ہے۔ شرعی پردے کے حق میں ممتاز علی نے واضح لکھا ہے کہ یہ پردہ کرنا ہر مسلمان عورت پر فرض ہے اور جو لوگ اسے نہیں مانتے وہ جاہل ہیں۔ پردہ انسان کے لیے فطری شے ہے۔ایک انسان جو تہذیب یافتہ تمدن میں تربیت پاتا ہے اس کی فطرت ضرور اس کی متقاضی ہو گی۔ ۳۱

پردہ ایک مہذب چیز ہے مگر برعظیم کے مسلمانوں نے اسے جگ ہنسائی بنا دیا ہے۔ایک عورت کو ساری زندگی گھر کی چار دیواری میں قید رکھا جاتا ہے اور وہ صرف اپنے خاندان یا رشتہ داروں کے سوا کسی سے بھی نہیں ملتی۔ ان عورتوں کا، آواز، قد اور لباس، چھپانے کا پردہ تھا۔ بل کہ مولوی ممتاز علی نے لطیفے کے طور پر مسلمانوں کے پردے کو بیان کیا ہے جو وہ اپنی بی بیوں سے کرواتے ہیں کہ چادریں تان کر عورتوں کی آمدورفت، ریل گاڑی کی کھڑکیاں بھی بند کر کے سفر کرنے کا حکم، عورت کا خیال بھی کسی مرد کے ذہن میں نہ جائے اس چیز کے خیال کے لیے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)
ماخذ تحقیقی مجلہ

نئے نئے جعلی ناموں سے عورت کا م مذکور اور پھر عام ہونے پر ان جعلی ناموں کو بھی بدلنا۔ اس سلسلے میں وہ خود ہی لکھتے ہیں:

> مردوں کی فضیلت کے باب میں ہم نے جو کچھ بیان کیا چوں کہ وہ نسبت عمل کے زیادہ تر خیال اور رائے کا معاملہ ہے اس واسطے بجزان دلایل کے جو قرآن مجید سے مستبط ہوتی ہیں دیگر دلایل شرعی سے ہم نے کچھ تعرض نہیں کیا۔ مگر پردے کا سوال مہمات رسوم ہندوستان سے ہے اور اس رسم نے اب حکم شرعی کا رتبہ حاصل کر لیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید اور حدیث اور فقہ تینوں سے اس مسئلہ پر بحث کریں۔ ۳۲

اس سلسلے میں تین آیات اور کئی ایک واقعات رقم کر کے مولوی ممتاز علی نے محمدی شریعت کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ تاریخی واقعات اور مسلمانوں کی اپنی کم علمی اور کم فہمی کے سبب عربی الفاظ کی غلط تاویلات اور مفاہیم واضح کر کے خواتین کی زندگیون کو جہنم میں بدل رکھا گیا تھا اور اس پردے کہ آڑ میں وہ خواتین سے جیسا چاہیں ویسا سلوک بھی کرتے اور حتیٰ کہ صحت و علاج کے سلسلے میں بھی خواتین کو پردے کا پابند رکھتے۔ مسلمانوں کے لیے مولوی ممتاز علی کا یہ ایک انتہائی اہم کام اور احسان تھا جو انھوں نے اس ضمن میں قلم اُٹھایا۔

ڈاکٹر حمیرا اشفاق کتاب کے اس حصے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتی ہیں:

> ہندوستانی مسلم معاشرے میں 'پردہ' ایک حساس ترین موضوع رہا ہے۔ مولوی ممتاز علی نے اس موضوع کو بڑے جرات مندانہ طریقے سے پیش کیا ہے۔ وہ عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث اور تاریخِ اسلام سے بھی حوالے بھی پیش کرتے ہیں جو پردے کے نام پر عمر قید کاٹتی عورتوں کی شکل میں ہندوستان میں عام رواج تھا۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہو جاتی ہے کہ 'پردے' سے مراد کیا ہے؟ مولوی ممتاز علی کے مطابق شرع نے جو پردہ تجویز کیا ہے وہ حیاء انسانی پر مبنی ہے۔ ۳۳

قرآن و تاریخِ اسلام سے مسلمام بھی حوالے دیتے تھے مگر اپنے من پسند طریقے کا رنگ چڑھا کر۔ کچھ آیات جو امہات المومنین کے لیے خاص تھیں ان کو عام مسلم خواتین کی زندگیوں پر لاگو کر رکھا گیا تھا۔ کچھ آیات عرب کی اس زمانے کی جاہلانہ رسم و رواج کے لیے تھیں مگر انھیں بھی بلا کسی تناظر اور سیاق و سباق کے من و عن

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

ماخذ تحقیقی مجلہ

مسلم معاشرے میں لاگو کیا گیا تھا۔ مثال کے طور پر بدکردار عورتوں والی حدیث کہ انھیں گھروں کے اندر رکھا جائے کو برعظیم کی تمام پاک بی بیوں پر اطلاق کر دی گئی تھی۔ مولوی ممتاز علی نے اس کا مذکور انتہائی غم و غصہ سے کیا ہے:

> دوسرا امر اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں جو عورتیں بدکاری کریں تو ان پر چار گواہ لاؤ۔ بس اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو مرتے دم تک گھر میں روکے رکھو۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح کا سخت پردہ جیسا کہ مسلمانوں میں آج کل رائج خداوند تعالیٰ کے نزدیک صرف بدکار عورتوں کے لیے محض بطورِ سزا کے تجویز ہوا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہر مسلمان کی بہو بیٹی کو ایسی سزا سے محفوظ رکھے۔۳۴

ان تمام احادیث و آیات کے معنی مسلمان معاشرے میں مروج تھے وہ مولوی ممتاز علی کی کڑی تنقید کے زیرِ اثر آنا شروع ہوئے۔ منطقیت کو انھوں نے رواج دیا اور یہ ثابت کیا کہ جو چیز حلال ہے اسے خود پر حرام کرنا یہود و نصاریٰ کا فعل ہے۔ ان قوموں پر عذاب نازل ہوا تھا جو اس کی مرتکب ہوئی تھیں۔ مولوی ممتاز علی نے خواتین کے لیے ایک خاص ڈریس کوڈ بھی متعارف کروایا اور برقع پہن کر اپنے کسی محرم کے ساتھ بازار جانے اور ہوا خوری کرنے نکلنے کی بھی سفارش کی۔ پھر قریبی رشتہ داروں اور قریبی سسرالی رشتہ داروں سے پردے کا جو تصور تھا اسے بھی ختم کیا۔ اس پر بات کی کہ کون کون سے پردے جائز ہی نہیں جن کو عورتوں پر لاگو کر دیا گیا ہے اور خواتین ان پردوں کہ وجہ سے انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گذار رہیں ہیں۔

نکاح یعنی شادی یا عقد بھی ہمیشہ سے برعظیم کے لوگوں کے لیے ایک انسان کی ذہنی صحت یا اس کے تشخص سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ مولوی ممتاز علی نے ایک بڑا واضح بیانیہ یہاں اپنایا کہ شادی بیاہ کو آسان اور فضول رسم و رواج سے پاک رکھا جائے۔ اس زمانے میں جو نکاح کا مطلب بن چکا ہے اور جو ہونا چاہیے اس پر تفصیلی قلم فرسائی کی۔ لکھا:

> بس اس طرح گویا نکاح کے دو مقصد ہوتے ہیں۔ ایک بقائے نسلِ انسانی - دوم زندگی بھر کے لیے ایک مونس شفیق و ہمدرد مخلص منتخب کر لینا۔ اور نکاح کا کامل یا ناقص ہونا اسی امر پر موقوف ہے کہ نکاح کے اصل اغراض نکاح کا حصول باحسن الوجوہ ہوتا ہو پورے کئے

جائیں۔ جس قدر ان شرائط کے پورا ہونے میں کوتاہی ہوگی اس قدر نقص نکاح میں باقی رہے گا۔۳۵

صغیر سنی یا پھر پیدائش سے قبل کی منگنی اور کم عمری کی شادی، مہر، شادی پر مروج رسوم، لڑکیوں کی شادی کے موقع پر حالت، چوتھی کی رسم تمام مراحل کو مولوی ممتاز علی نے بیان کیا ہے۔ سادگی اور باہمی محبت و خلوص واحترام کا بھی درس دیا ہے۔ نکاح کے موقع پر جہیز اور حق مہر کے معاملات کو آسان رکھنے پر بھی زور دیا ہے۔ تاجرانہ شادیوں اور حسب نسب یا ذات پات کی بنا پر شادیوں کو اولاد کا مستقبل تباہ کرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی مرضی جاننا، دونوں خاندانوں کا باہم میل جول، شادی سے پہلے لڑکے لڑکی کی تصویروں کا تبادلہ اور ایسے تمام امور جن سے موانست وصراحت اس رشتے میں در آئے انھیں بہت اہمیت دی ہے۔

حقوقِ نسواں کا آخری حصہ 'معاشرتِ زوجین' کے متعلق ہے۔ عورت اور مرد کو دو مساوی صلاحیتوں اور حقوق کا حق دار قرار دینے کے بعد اور اپنے نکات کو قرآن وحدیث اور اجتہاد کے تحت بیان کرنے کے بعد تقریباً ان معاملات کا شعور ہر اس فرد کو حاصل ہو جاتا ہے جو روشن دماغ، انسانیت کا قائل، رحم دل اور معاشرتی اصلاح کا حامل ہے۔ مولوی ممتاز علی نے مسلمان خواتین کی دلی کیفیات کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں:

> جب عورت کے حقوق کا بالکل مردوں کے حقوق کے مساوی ہونا ثابت ہو چکا اور اسی قسم کی تعلیم کی جو اس کو مرد کا جلیس انیس بنانے کے لئے ضروری ہو مستحق حق ہو چکی اور سنت نبویؐ کی دوبارہ نکاح معلوم ہو چکی تو معاشرتِ زوجین کی نسبت کچھ زیادہ کہنا فضول تھا کہ، کیونکہ جب عورت اور مرد خلقت میں یکساں ہیں تو ظاہر ہے کہ جو امور مرد کو رنج دینے والے ہیں وہ ہی عورت کو رنج دینے والے ہیں اور جو امور مرد کو خوش کرنے والے ہیں وہ ہی ورت کو خوش کرنے والے ہیں مگر لوگ بی بیوں کے حقوق کے ادا کرنے میں طریقِ شریعت سے اس قدر دور جا پڑے ہیں کہ صرف سرسری رہنمائی ان کو راہ پر نہیں لا سکتی بلکہ ان کا ہاتھ پکڑ کر طریقِ شریعت پر کھڑا کیا جائے۔۳۶

مولوی ممتاز علی نے پھر اس سلسلے میں مکمل رہنمائی کا ایک فریم ورک اس باب میں پیش کیا ہے کہ میاں بیوی میں ناچاقی، رنجشیں، بدمزاقی، بدمزاجی کا عنصر نہیں ہونا چاہیے اور اپنی غلطی مان کر معذرت کر لینی چاہیے۔ ساس نندوں کے معاملات بھی گھروں میں بدمزگی اور بدانتظامی پیدا کرتے ہیں ان معاملات میں میاں بیوی کا آپسی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

تعلق بالکل بھی نہیں خراب ہونا چاہیے۔ مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک رکھنا چاہیے اور پیسے کے معاملات میں ان پر سختی نہیں کرنی چاہیے۔ مہر کے معاملات پر بھی بحث سے گھریلو سکون تباہ ہو جاتا ہے اس کا بھی جو طے ہو گیا اسی پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ خدمت و ایثار کا جذبہ دونوں فریقوں میں بہت اہم ہے۔ مرد حسبِ حیثیت خواتین کی ضرورتوں کا خیال رکھیں اور عورتیں بھی دوسرے مردوں کی مالی حیثیت کے سامنے اپنے شوہروں کو نیچا نہ دکھائیں۔ رشتوں اور معاملات میں تصنع نہیں ہونا چاہیے۔ عورتوں کو معاملہ شناس اور سگھڑ ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے معاملات اور ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دے سکیں۔

الغرض مولوی ممتاز علی نے اپنی بصیرت اور اجتہادی شعور سے طرزِ معاشرت، لباس اور رسم و رواج کے بارے میں معقول ترامیم و تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ اصلاح و ترقی کے باوجود ہمیں اپنی اسلامی مرکزیت سے دور نہیں کرتی بل کہ مزید قریب لاتی ہیں۔ میری سفارش یہ ہے یہ ہے کہ اس کتاب کو جلد از جلد دوبارہ سے شائع کروایا جائے لائبریریوں، تعلیمی اداروں کے کتب خانوں اور انٹرنیٹ کی وب گاہوں پر عام کیا جائے۔ میٹرک سے ہی پاکستان کے سکولوں کے نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ عام مسلمان بچے اور بچیاں اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس کے مواد پر کھل کر بات ہونی چاہیے کیوں کہ ابھی بھی کچھ غلط فہمیاں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نازنین اختر، ممتاز علی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات (غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی) (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، س۔ن)، ا۔

۲۔ ایضاً، ۲۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ ایضاً۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ ایضاً، ۳۔

۷۔ ایضاً۔ ۴

۸۔ مولوی محبوب عالم، اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ، "فہرست اخباراتِ ہند" (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۶ء)، ۱۵۶.

۹۔ایضاً۔

۱۰۔ایضاً،۱۵۸۔

۱۱۔نازنین اختر، ممتاز علی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات(غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی)(لاہور: پنجاب یونیورسٹی، س۔ن)،۴۰۔

۱۲۔ایضاً،۴۵-۹۶۔

۱۳۔ایضاً،۱۱۵۔

۱۴۔سید ممتاز علی، حقوقِ نسواں(لاہور: مطبع رفاہِ عامہ،۱۸۹۸ء)، ٹائیٹل۔

۱۵۔ایضاً،۴۔

۱۶۔ایضاً،۶- ۵۔

۱۷۔ایضاً،۶۔

۱۸۔ایضاً،۸

۱۹۔ایضاً،۹-۱۰۔

۲۰۔ایضاً،۱۱۔

۲۱۔ایضاً،۱۳۔

۲۲۔ایضاً،۱۵۔

۲۳۔ایضاً،۲۰۔

۲۴۔ایضاً،۲۱۔

۲۵۔عزیز احمد،(Islamic Modernism in India and Pakistan)،مترجمہ جمیل جالبی، برصغیر میں اسلامی جدیدیت(لاہور: ادارہءِ ثقافتِ اسلامیہ،۱۹۹۷ء)،۱۲۲۔

۲۶۔سید ممتاز علی، حقوقِ نسواں(لاہور: مطبع رفاہِ عامہ،۱۸۹۸ء)،۴۲۔

۲۷۔ایضاً،۵۲۔

۲۸۔ایضاً،۵۲-۵۳۔

۲۹۔ایضاً،۴۷-۴۸۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

ماخذ تحقیقی مجلہ

۳۰۔ ایضاً،۵۷-۵۸

۳۱۔ ایضاً،۶۰۔

۳۲۔ ایضاً،۶۲۔

۳۳۔ حمیرا اشفاق، "نو آبادیاتی ہندوستان میں حقوقِ نسواں کا علم بردار: مولوی ممتاز علی"، جرنل آف ریسرچ (اردو) ۳۱(جون ۲۰۱۷ء):۴۷۔

۳۴۔ سید ممتاز علی، حقوقِ نسواں (لاہور: مطبع رفاہِ عامہ، ۱۸۹۸ء)،۸۷۔

۳۵۔ ایضاً،۱۰۳۔

۳۶۔ ایضاً،۱۴۳۔